سلسلہ خطبات نمبر: 41

علماء، خطباء اور واعظین کے لیے



بیان جمعۃ المبارک

عنوان

ہجرتِ مدینہ (1)

از قلم؛

مولانا اکرم بشیر مخدوم پوری صاحب حفظہ اللہ

فاضل دار العلوم کبیر والا

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم

ہجرتِ مدینہ (1)

16/ستمبر 2022 بمطابق 19/صفر المظفر 1444

تحریر وترتیب: مولانا اکرم بشیر مخدوم پوری

اہم عنوانات

پسِ منظر — ہجرت کا حکم — صحابہ کرام کی ہجرت — مشرکین کا اجلاس — اہلِ مکہ کی امانتیں

مکہ سے روانگی — غارِ ثور — مشرکینِ مکہ کی پریشانی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ ۔ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔ خُصُوْصًا عَلَی الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ ۔ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۔ اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :

وَاِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ ، وَیَمْكُرُوْنَ وَیَمْكُرُ اللّٰہُ ، وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ

(انفال:30)

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : اَلْهِجْرَةُ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا (مسلم:121)

فہرست عنوانات

تمہید

☆ یہ اسلامی ہجری سال کا دوسرا مہینہ صفر المظفر چل رہا ہے۔ اسلامی سال کو جنابِ رسول اللہ ﷺ کی ہجرتِ مدینہ کی مناسبت سے ہجری سال کہا جاتا ہے۔ ہجرتِ مدینہ کا واقعہ اسلامی تاریخ کا ایک اہم موڑ اور سیرتِ نبوی کا ایک اہم باب ہے۔

جناب رسول اللہ ﷺ اللہ کے حکم سے مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں ربیع الاول کے مہینے میں پہنچے تھے اور آپ کا ہجرت کا سفر اسی صفر المظفر کے مہینے میں شروع ہوا تھا اسی مناسبت سے ہجرتِ مدینہ کے بارے میں چند باتیں عرض کرنے کا ارادہ ہے۔

ہجرتِ مدینہ کا پسِ منظر

جناب رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ میں اعلانِ نبوت فرمایا تو اس سے پہلے مکہ کے لوگ آپ کا بہت احترام کرتے تھے اہم کاموں میں آپ سے مشورہ کرتے تھے آپ کو صادق اور امین کہتے تھے آپ کے پاس اپنی امانتیں رکھواتے تھے لیکن جب آپ نے اعلانِ نبوت کیا، توحید کی دعوت دی اور بت پرستی سے منع کیا تو وہی مکہ کے لوگ آپ کے جانی دشمن بن گئے آپ پر اور آپ کے جانثار صحابہ کرام پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنے لگے جو کوئی مسلمان ہوتا اس پر تشدد کرتے اور کئی صحابہ کرام کو تو شہید بھی کر دیا تھا۔ اس سب ظلم و تشدد کے جواب میں اللہ کے نبی ﷺ اور آپ کے جانثار صحابہ نے صبر سے کام لیا۔ اس وقت تک مسلمانوں کو صرف اور صرف صبر کرنے کا حکم تھا۔

جب کفار کی طرف سے آپ ﷺ پر اور مسلمانوں پر ظلم و تشدد حد سے بڑھ گیا تو اللہ کی طرف سے حکم آیا کہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر جائیں۔

ہجرت کا مطلب: عربی میں ہجرت کا معنی ہے کسی چیز کو چھوڑ دینا اور عام طور پر ہجرت کا مطلب ہوتا ہے ترکِ وطن کر جانا اپنا وطن چھوڑ دینا۔

اور شریعت میں ہجرت کا مطلب ہے (اللہ کے احکام پر عمل کرنے کی خاطر) دار الکفر کو چھوڑ کر دار الاسلام میں چلے جانا۔

جب کسی مقام میں کفار کو اس قدر غلبہ حاصل ہو جائے کہ ایک مسلمان اپنے دین پر عمل نہ کر سکتا ہو تو اس پر یہ لازم ہو جاتا ہے کہ وہ اس جگہ کو چھوڑ کر کسی ایسی جگہ چلا جائے جہاں وہ دین کے احکام پر آسانی سے عمل کر سکے۔

ہجرت کا حکم

☆ چنانچہ مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کے لئے یہی صورتِ حال پیدا ہو چکی تھی کہ کفار نہ تو کسی کو اسلام قبول کرنے کی اجازت دیتے نہ مسلمانوں کو آزادی سے نماز پڑھنے دیتے نہ اسلام کے دیگر احکام پر عمل کرنے کی اجازت دیتے تھے اور طرح طرح سے مسلمانوں کو ستاتے اور ظلم و تشدد کا نشانہ بناتے تھے ایسے میں اللہ کی طرف سے ہجرت کا حکم نازل ہوا۔

چنانچہ نبوت کے چھٹے سال مسلمانوں کا ایک قافلہ ہجرت کر کے حبشہ کی طرف گیا اس کے بعد سن دس نبوی میں دوسرا قافلہ حبشہ کی طرف ہجرت کر گیا جس سے مسلمانوں نے وقتی طور پر کفار کے ظلم و ستم سے سکھ کا سانس لیا کفارِ مکہ نے وہاں بھی پیچھا کیا اور حبشہ کے بادشاہ نجاشی اور اس کے ارکانِ دولت سے ملاقات کر کے اپنی طرف سے یہ پوری کوشش کی کہ وہ لوگ مسلمانوں کو اپنے ملک سے نکال دیں لیکن ان کی یہ کوشش کامیاب نہ ہو سکی اور اگرچہ نجاشی خود تو مسلمان ہو گیا تھا لیکن اس کے علاوہ حبشہ میں اسلام کو کوئی خاطر خواہ فروغ نہ مل سکا۔

بعض مسلمان تو حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے لیکن جو مسلمان ابھی بھی مکہ مکرمہ میں موجود تھے وہ مسلسل کفار و مشرکین کی تکلیفوں کا سامنا کر رہے تھے آخر جب مکی دور کے تقریباً تیرہ سال مکمل ہو گئے اور کفار کا ظلم و ستم بھی حد سے بڑھ گیا تو مسلمانوں کو اللہ تعالی کی طرف سے حکم آیا کہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر جائیں۔

☆ جب ہجرت کا حکم آیا تو مکہ میں رہنے والے ہر مسلمان پر شرعاً فرض قرار دیا گیا کہ وہ مکہ سے ہجرت کر جائے بلکہ اس کو ایمان کا لازمی تقاضا اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم قرار دیا گیا کہ وہ اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کے مکہ سے ہجرت کر جائے اگر کوئی شخص قدرت کے باوجود ہجرت نہیں کرتا تھا تو اس کو مسلمان قرار نہیں دیا جاتا تھا۔

ایسے لوگوں کو قرآن مجید میں اپنی جان پر ظلم کرنے والے قرار دیا گیا چنانچہ سورۃ النساء کی آیت مبارکہ ہے فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ○ (سورۃ النساء:97/4)

”جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں جب اسی حال میں فرشتے ان کی جان قبض کرتے ہیں تو فرشتے ان سے پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے؟ وہ جواب میں کہتے ہیں کہ ہم اس سرزمین میں کمزور (اور بے بس) تھے۔ فرشتے ان سے کہتے ہیں کہ کیا اللہ کی زمین وسیع نہیں تھی کہ تم (اس میں) کہیں اور ہجرت کر جاتے؟ (اور جو ہجرت کرنے کے بجائے اسی حال میں جان دے دیں) ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہو گا، اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے“۔

البتہ وہ بوڑھے، بچے اور عورتیں جو ہجرت کرنے کی سکت نہیں رکھتے تھے اور ہر طرح سے مجبور تھے انہیں اس حکم سے مستثنیٰ اور معذور قرار دیا گیا۔ان کے بارے میں فرمایا:

إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ○ فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا ○ (سورة النساء:4/98-99)

''البتہ جو مرد، عورتیں اور بچے ہجرت کرنے کا کوئی حیلہ نہیں کر پارہے اور انہیں (نکلنے کا) کوئی راستہ نہیں مل رہا وہ اس (وعید) سے مستثنیٰ ہیں۔ایسے لوگوں کے بارے میں پوری امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرما دیں گے اور اللہ بڑا معاف کرنے والا، بڑا بخشنے والا ہے''۔

☆ جب اس طرح ہجرت کا لازمی حکم دیا گیا تو مسلمانوں نے اپنا ایمان بچانے کے لئے جیسے کیسے ہجرت کی اور اللہ کے حکم پر عمل کیا۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ایک بوڑھے صحابی نے جو اپنے پوتوں سے کہا مجھے چارپائی پر اٹھا کر لے چلو میں نے بھی ہجرت کرنی ہے۔انہوں نے کہا کہ جو لوگ کمزور ہیں اور ہجرت کرنے سے عاجز ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو ہجرت سے معذور قرار دیا ہے اس لئے آپ پر ہجرت فرض نہیں ہے لیکن انہوں نے کہا تم چارپائی پر لے جا سکتے ہو اس لئے مجھے لے چلو جب انہوں نے بوڑھے دادا کا یہ جذبہ دیکھا تو ان کو چارپائی پر اٹھا کر لے چلے اور اسی ہجرت کے سفر میں راستے میں ہی ان کا انتقال ہو گیا لیکن ہجرت کے حکم کو پورا کیا۔اس پر اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر قرآن مجید میں آیت مبارکہ نازل فرما کر ان کی تعریف فرمائی اور اس کے لئے اجر عظیم کا وعدہ کیا اور فرمایا:

وَمَنْ يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيرًا وَسَعَةً ۚ وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ○ (سورة النساء:4/100)

''اور جو شخص اللہ کے راستے میں ہجرت کرے گا وہ زمین میں بڑی جگہ اور وسعت پائے گا اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلے پھر اس کو (راستے میں ہی) موت آجائے تو اس کا اجر اللہ کے ہاں طے ہو چکا، اور اللہ بڑا بخشنے والا بڑا مہربان ہے''۔

ہجرت کی فضیلت

☆ اور ہجرت کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر عظیم اور گناہوں کی معافی جیسے انعامات کا اعلان کیا گیا فرمایا:

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ○ (سورة النحل:16/41)

''اور جن لوگوں نے ظلم برداشت کرنے کے بعد اللہ کی خاطر ہجرت کی ہم ان کو دنیا میں بھی اچھا ٹھکانہ عطا فرمائیں گے اور آخرت کا اجر تو بہت بڑا ہے، کاش یہ لوگ اس بات کو جان لیتے''۔

ایک اور جگہ فرمایا:

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ ۖ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ ۖ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ ○ (سورۃ آل عمران:195/3)

''چنانچہ اللہ نے ان کی دعا قبول کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تم میں سے کسی کا کوئی عمل ضائع نہیں کروں گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت، تم سب ایک دوسرے میں سے ہو لہذا جن لوگوں نے ہجرت کی اور ان کو ان کے گھر سے نکال دیا گیا اور ان کو میرے راستے میں ستایا گیا اور انہوں نے میرے راستے میں جہاد بھی کیا اور (کئی) قتل بھی ہو گئے میں ان سب کی خطائیں معاف کر دوں گا اور ان کو ایسے باغات میں داخل کروں گا جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، یہ اللہ کی طرف سے بدلہ ہو گا اور اللہ کے پاس بہترین بدلہ ہے''۔

اس کے علاوہ قرآن مجید میں کئی جگہ اللہ تعالی نے ہجرت کرنے والوں کی تعریف کی اور ان کے لئے اپنی طرف سے رحمت اور بخشش کا اعلان فرمایا۔

ایک حدیث مبارکہ میں ہے: اَلْهِجْرَةُ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا (صحیح مسلم:121 كِتَابُ الْإِيمَانِ : بَابُ كَوْنِ الْإِسْلَامِ يَهْدِمُ مَا قَبْلَهُ وَكَذَا الْهِجْرَةِ وَالْحَجِّ)

''ہجرت ان سب گناہوں کو مٹا دیتی (اور ختم کر دیتی) ہے جو ہجرت سے پہلے کئے ہوں''۔

صحابہ کرام کی ہجرت

☆ صحابہ کرام نے اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر اپنا گھر بار، مال و دولت، عزیز و اقارب، اور اپنا وطن سب کچھ قربان کر دیا اور یہ کوئی آسان کام نہ تھا۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اپنے محبوب آقا نبی کریم ﷺ کو اکیلا دشمنوں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر جارہے ہیں یہ ان نبوت کے جانثاروں کی غیرت اور محبت و عشق کو کب گوارا تھا لیکن آپ ﷺ کے حکم پر یہ بھی کیا۔

صحابہ کرام نے جس مشکل سے ہجرت کی وہ ایک الگ داستان ہے۔ کفارِ مکہ نے مسلمانوں کا ہجرت سے روکنے کی ہر ممکن کوشش کرتے اور اس راستے میں مشکلات کھڑی کرتے جس پر بس چلتا کسی کو پکڑ کر قید کر دیتے کسی کو تشدد کا نشانہ بناتے صحابہ کرام کو کس قسم کے مشکل حالات میں ہجرت کرنا پڑی اس پر صرف ایک صحابی کا واقعہ بیان کرتا ہوں:

ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی ہجرت

☆ حضرت ابو سلمہ بن عبد الاسد مخزومی رضی اللہ عنہ جو کہ رسول اللہ ﷺ کے رضاعی بھائی تھے انہوں نے اپنے بیوی اور ایک اکلوتے بچے کے ساتھ ہجرت کرنے کا ارادہ کیا اور اونٹ پر سوار ہو کر جانے لگے جب ان کے رشتہ داروں کو پتہ چلا تو آپ کی بیوی ام سلمہ (جو کہ اپنے شوہر ابو سلمہ کی وفات کے بعد ام المؤمنین بنیں ان) کے رشتہ دار آ گئے اور ابو سلمہ سے کہنے لگے تم نے خود جانا ہے تو تمہاری مرضی ہے لیکن تم ہماری بیٹی کو نہیں لے جا سکتے یہ کہہ کر ام سلمہ رضی اللہ عنھا کا ہاتھ پکڑا اور کھینچ کر لے گئے ادھر سے ابو سلمہ کے رشتہ دار آ گئے اور کہنے لگے بچہ ہمارے خاندان کا ہے اس کو کوئی نہیں لے جا سکتا یہ ہمارے حوالے کرو اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی گود سے بچہ چھین لیا اب ماں باپ اور بچہ تینوں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور اس حال میں ابو سلمہ اکیلے تن تنہا بے بسی کے عالم میں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر گئے۔

ام سلمہ فرماتی ہیں کہ جب صبح ہوتی تو میں اِبطح مقام پر جا کر بیٹھ جاتی اور شام تک روتی رہتی روتی رہتی اسی طرح پورا ایک سال گزر گیا اس کے بعد میرے چچا کے خاندان میں سے ایک شخص کو میرے اوپر ترس آیا اور اس نے بنی مغیرہ سے کہا تمہیں اس بیچاری مسکین پر ترس نہیں آتا؟ اس پر بنو مغیرہ نے مجھے مدینہ جانے کی اجازت دے دی اور بنو اسد نے میرا بچہ واپس کر دیا میں نے بچہ گود میں اٹھایا اور اونٹ پر سوار ہو کر اکیلے مدینہ کے راستے چل پڑی۔

جب میں مقامِ تنعیم میں پہنچی تو وہاں مجھے عثمان بن طلحہ ملے اور پوچھا کہاں جا رہی ہو میں نے کہا اپنے شوہر کے پاس مدینہ جا رہی ہوں اس نے پوچھا تمہارے ساتھ اور کوئی نہیں؟ میں نے کہا لَا وَاللّٰہِ اِلَّا اللّٰہُ وَبُنَیَّ ھٰذَا " بخدا اللہ کے سوا اور اس بچے کے سوا اور میرے ساتھ کوئی نہیں"۔ یہ سن کر عثمان بن طلحہ کو میرے اوپر رحم آیا اور کہا کہ آؤ میں تمہیں چھوڑ کر آتا ہوں اور انہوں نے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور آگے آگے چلنے لگے۔ جب کوئی منزل آتی تو وہ اونٹ کو بٹھا کر خود پیچھے ہٹ جاتے جب میں اتر جاتی تو اونٹ کو دور لے جا کر کسی درخت کے ساتھ باندھ دیتے اور خود اس درخت کے سائے میں لیٹ جاتے جب روانگی کا وقت ہوتا تو اونٹ کو میرے پاس لا کر کھڑا کر دیتے اور خود پیچھے ہٹ جاتے اور کہتے کہ سوار ہو جاؤ جب میں سوار ہو جاتی تو پھر اونٹ کی مہار پکڑ کر چلنے لگ جاتے جب کسی بھی منزل پر پہنچتے تو ایسا ہی کرتے۔ جب مدینہ کے قریب قبا کے مقام پر پہنچے تو مجھے کہا کہ اس بستی میں تمہارے شوہر مقیم ہیں اللہ کی برکت کے ساتھ اس بستی میں داخل ہو جاؤ اس طرح وہ مجھے میرے شوہر کے پاس پہنچا کر مکہ واپس چلے گئے اور حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں خدا کی قسم میں نے عثمان بن طلحہ سے زیادہ شریف آدمی کوئی نہیں پایا۔ (سیرت المصطفیٰ بحوالہ البدایہ ولنہایہ)

☆ اس طرح مشکل حالات میں صحابہ کرام نے ہجرت کی رفتہ رفتہ اکثر صحابہ ہجرت کر کے جا چکے تھے پیچھے آپ ﷺ کے پاس سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا علی المرتضیٰ کے سوا کوئی باقی نہ رہا صرف چند ایک رہ گئے تھے جو کفار کے چنگل میں پھنسے ہوئے تھے یا کئی زیادہ بوڑھے تھے جو ہجرت کرنے سے عاجز تھے۔ (سیرت ابن ہشام)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے اشارے پر رکے ہوئے تھے ان کی خواہش تھی کہ ہجرت کے سفر میں حضور ﷺ کی رفاقت نصیب ہو جائے اس مقصد کے لئے انہوں نے دو اونٹنیاں بھی تیار کر لی تھیں اور خاص طور پر ان کی دیکھ بھال کر رہے تھے۔

دارالندوہ میں مشرکینِ مکہ کا اجلاس

☆ قریش نے جب دیکھا کہ مسلمان رفتہ رفتہ ہجرت کر کے مدینہ کی طرف چلے گئے ہیں اور رسول اللہ ﷺ بھی آج کل میں جانے والے ہیں تو اس پر سوچ بچار کرنے کے لئے سردارانِ قریش دارالندوہ میں جمع ہوئے۔ جس میں ابو جہل، ابو سفیان، عتبہ، شیبہ، امیہ بن خلف اور نضر بن حارث وغیرہ شامل ہوئے۔

ابلیس لعین بھی ایک بوڑھے کی شکل میں آکر دروازے پر کھڑا ہو گیا لوگوں نے جب اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ تو کہنے لگا میں نجد کا ایک شیخ ہوں اور تمہاری گفتگو میں شریک ہونا چاہتا ہوں اگر ممکن ہوا تو اپنے رائے اور مشورہ سے تمہاری مدد کروں گا ان لوگوں نے اس کو اندر آنے کی اجازت دے دی۔

اب اس پر غور ہوا کہ محمد (ﷺ) کے ساتھ کیا کرنا چاہئے اس بارے میں تین رائے سامنے آئیں:

(1) کسی نے کہا آپ ﷺ کو بند کوٹھڑی میں قید کر دیا جائے۔ شیخ نجدی (ابلیس لعین) نے کہا یہ رائے درست نہیں کیونکہ اگر تم نے ان کو قید کر دیا تو جب آپ ﷺ کے جاںنثار صحابہ کو پتہ چلے گا تو وہ جان پر کھیل کر تم پر ٹوٹ پڑیں گے اور ان کو چھڑا لے جائیں گے۔

(2) کسی نے مشورہ دیا کہ آپ ﷺ کو جلاوطن کر دیا جائے۔ اس پر شیخ نجدی نے کہا یہ رائے بھی بالکل غلط ہے کیا تمہیں اس کے کلام کی مٹھاس اور تاثیر معلوم نہیں ہے؟ وہ جہاں بھی جائیں گے لوگ اس کا کلام سن کر اس کے گرویدہ ہو جائیں گے اور اس پر ایمان لے آئیں گے اور یوں ان کی ایک جماعت بن جائے گی اور پھر وہ جماعت تم پر حملہ آور ہو جائے گی۔

(3) ابو جہل نے کہا میری رائے یہ ہے کہ نہ تو ان کو قید کیا جائے نہ جلاوطن کیا جائے بلکہ ہر قبیلہ میں سے ایک ایک نوجوان منتخب کیا جائے اور سب مل کر یکبارگی حملہ کر کے محمد ﷺ کو قتل کر ڈالیں اس طرح ان کا خون تمام قبائل میں تقسیم ہو جائے گا اور بنی عبد مناف بدلہ لینے کے لئے تمام قبائل سے لڑ نہیں سکیں گے اور مجبوراً خون بہا اور دیت پر بات آئے گی وہ ہم تمام قبائل مل کر آسانی سے ادا کر دیں گے۔ شیخ نجدی نے کہا واللہ رائے تو بس یہی ہے۔ (طبقات ابن سعد)

اور حاضرین نے بھی اس رائے کی تائید کی چنانچہ یہی فیصلہ طے پایااور یہ بھی طے پایاکہ یہ کام اسی رات انجام کو پہنچادیاجائے اور آج کی رات ہی بیتِ نبی کا محاصرہ کرکے حملہ کردیاجائے۔

☆ اِدھر مشورہ مکمل ہوااور اُدھر اللہ تعالی نے جبریل امین کو وحی دے کر بھیجافرمایا:

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ۭ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ○

(سورۃالانفال:30/8)

''اور جب کفار آپ کے بارے میں یہ تدبیر کررہے تھے کہ آپ کوقید کردیں یاقتل کردیں یاجلاوطن کردیں،اور وہ اپنی تدبیر کررہے تھے جبکہ اللہ اپنی تدبیر کررہاتھااور اللہ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے''۔

جبریل امین نے اللہ تعالی کا حکم پہنچایااور ہجرت کا حکم دیااور اس دعاکی تلقین کی رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْــرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا (سورۃ الاسراء:80/17)''اے میرے رب!مجھے جہاں داخل فرما بہتری کے ساتھ داخل فرمااور جہاں سے نکال اچھائی کے ساتھ نکال اور مجھے ایسا غلبہ عطا فرما جس کے ساتھ تیری مدد ہو''۔(جامع ترمذی:3139ابواب تفسیر القرآن:بَابٌ:وَمِنْ سُورَةِبَنِي إِسْرَائِيلَ:وقال الترمذی هذا حديث حسن صحيح)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جبریل امین سے پوچھاکہ میرے ساتھ کون ہجرت کرے گاتو جبریل امین نے کہا(آپ کے ساتھ)ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (ہجرت کریں گے)(مستدرک حاکم)

☆ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ عین دوپہر کے وقت سیدناصدیق اکبر کے گھر تشریف لائے اور فرمایاکہ مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے سیدناصدیق اکبر نے عرض کیامیرے ماں باپ آپ پر قربان کیا اس خادم کو بھی ساتھ چلنے کی اجازت ہوگی آپ نے فرمایاہاں تم ساتھ چلوگے۔

ابن اسحاق کی روایت ہے کہ سیدناصدیق اکبر یہ سن کر فرطِ مسرت سے روپڑے حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں کہ مجھے اس سے پہلے اس بات کا علم نہیں تھاکہ کوئی خوشی میں روتاہے۔

☆ سیدناصدیق اکبر نے پہلے سے دواونٹنیاں اس سفر کی نیت سے تیار کررکھی تھیں جن کو ببول (کیکر) کے پتے کھلاکر پال رہے تھے عرض کی یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ان میں ایک اونٹنی جو بھی آپ پسند فرمائیں وہ آپ کے لئے میری طرف سے ہدیہ ہے آپ نے فرمایامیں ان میں سے ایک لوں گالیکن قیمت کے ساتھ لوں گاعرض کی یارسول اللہ جیسے آپ کی مرضی۔یعنی میری اپنی کوئی خواہش اور مرضی نہیں ہے میری ہر خواہش اور مرضی آپ کی رضاکے تابع ہے جیسے آپ فرمائیں گے وہی مجھے منظور ہوگا۔

اگرچہ سیدنا صدیق اکبر نے اپنا سب کچھ اللہ کے نبی ﷺ پر قربان کر دیا لیکن اس موقع پر اللہ کے نبی ﷺ نے اونٹنی بطور ہدیہ نہیں لی بلکہ قیمت کے ساتھ خرید فرمائی اس کی وجہ علماء نے یہ لکھی ہے کہ ہجرت چونکہ ایک عظیم عبادت ہے اس لئے اللہ کے نبی یہ چاہتے تھے کہ یہ عبادت اپنے جان و مال کے ساتھ کی جائے۔اور سیدنا صدیق اکبر چونکہ اللہ کے نبی ﷺ کے ہر حکم کے آگے سر تسلیم خم کرنے والے تھے اس لئے جب آپ نے فرمایا کہ میں اونٹنی قیمت دے کر لوں گا تو سیدنا صدیق اکبر نے فوراً اس کو تسلیم کر لیا۔

اہلِ مکہ کی امانتیں

☆ رات کا وقت ہوا تو آپ ﷺ نے اہلِ مکہ کی امانتیں حضرت علی کے سپرد کیں اور انہیں حکم دیا کہ یہ فلاں فلاں کی امانتیں ہیں یہ صبح ان کے حوالے کر دینا اور تین دن بعد تم بھی ہمارے پیچھے روانہ ہو جانا۔اور یہ بھی فرمایا کہ تم میری چادر اوڑھ کر سو جاؤ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

کفار اب بھی آپ کو صادق اور امین جانتے تھے اور اپنی امانتیں آپ کے پاس رکھتے تھے اور اسی صادق و امین کے قتل کرنے کے لئے اس کے گھر کا گھیراؤ کر کے کھڑے تھے اور دوسری طرف آپ ﷺ کو اب بھی ان کی امانتوں کی فکر ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے بستر پر سلا کر ہجرت کی تیاری کی اور آدھی رات کے بعد گھر سے نکلے۔

آپ 27/صفر کو اور ایک روایت کے مطابق یکم ربیع الاول سن 14 نبوی (1 ہجری) اور 12-13 ستمبر کی درمیانی رات ہجرت کے سفر پر گھر سے روانہ ہوئے۔

ایک مٹھی خاک

☆ گھر سے باہر نکل کر دیکھا کہ دشمنوں نے سارے گھر کا محاصرہ کیا ہوا ہے آپ ﷺ نے اللہ کے حکم سے ایک مٹھی خاک لی اور آیت مبارکہ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ (یٰس :9) پڑھتے ہوئے ان کی طرف پھینکی۔اللہ نے فرمایا محبوب! خاک کی مٹھی پھینکنا آپ کا کام ہے اور ان سب کی آنکھوں میں ڈالنا ہمارا کام ہے۔

☆ اب یہاں عقل حیران ہوتی ہے ایسے معاملات میں عقل حیران ہی رہتی ہے بات یہ ہے کہ جو خدا کا ہوتا ہے خدا بھی اس کا ہو جاتا ہے پھر وہ اس کے لئے کبھی پانی کی موجوں پر راستے بنا دیتا ہے، کبھی تیز چھری چلنے کے باوجود چھری کے نیچے اپنے نبی کو بچا لیتا ہے، کبھی آگ کو گل و گلزار بنا دیتا ہے کبھی سولی پر لٹکانے کا منصوبہ ناکام بنا کر فضاؤں میں راستے بنا دیتا ہے اور کبھی ننگی تلواروں کے حصار میں اپنے نبی کے لئے راستہ بنا دیتا ہے۔

آپ نے اللہ تعالی کے حکم سے ان کی طرف ایک مٹھی خاک پھینکی جو سب کے سروں پر اور آنکھوں میں گئی اور وہ آنکھیں ملتے رہ گئے کسی کو پتہ نہ چلا اور آپ اس حصار میں سے نکل کر سید ناصدیق اکبر کے گھر تشریف لائے وہ پہلے سے آپ کا انتظار کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے رفیقِ سفر، یارِ غار و یارِ مزار سید ناصدیقِ اکبر کو ساتھ لیا اور سفر پر روانہ ہوئے۔

مکہ سے روانگی

☆ مدینہ منورہ کا عام راستہ شمال کی جانب سے تھا جبکہ آپ جنوب کی جانب سے یمن جانے والے راستے پر نکلے اور پانچ میل کے فاصلے پر کوہِ ثور کے پاس پہنچے۔

جب مکہ مکرمہ سے نکلنے لگے تو ایک اونچے ٹیلے پر کھڑے ہو کر مکہ کی وادی کو حسرت بھری نگاہ ڈالی اور فرمایا:

وَاللهِ إِنَّكِ لَخَيْرُ أَرْضِ اللهِ وَأَحَبُّ أَرْضِ إِلَى اللهِ وَلَوْلَا أَنِّي أُخْرِجْتُ مِنْكِ مَا خَرَجْتُ (ترمذی: 3925 ابواب المناقب: بَابٌ فِي فَضْلِ مَكَّةَ)

''اے مکہ اللہ کی قسم تو اللہ کی سب سے بہترین زمین ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے محبوب ہے اگر مجھے نکالا نہ جاتا تو میں کبھی نہ نکلتا''(ترمذی)

بالآخر آپ ﷺ اور صدیقِ اکبر غارِ ثور کی جانب روانہ ہوئے۔

☆ جب کوہِ ثور کے پاس پہنچے تو اب سید ناصدیق اکبر نے آپ کو اٹھا لیا اور تقریبا تین میل کی چڑھائی تھی جو آپ کو کندھوں پر اٹھا کر طے کی اور اس طرح غارِ ثور کے پاس پہنچے۔ جب غار کے دہانے پر پہنچے تو عرض کیا یا رسول اللہ! ٹھہریئے پہلے میں اندر جا کر غار کو صاف کر دوں۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی)

غار کی صفائی

☆ غار کے اندر پہلے صدیق اکبر داخل ہوئے اور غار کی صفائی کی وہاں چند سوراخ تھے ان کو اپنی چادر پھاڑ کر بند کر دیا لیکن دو سوراخ رہ گئے تو ان پر اپنا پاؤں رکھ دیا پھر آپ سے عرض کی کہ اندر تشریف لے آئیں آپ اندر تشریف لائے اور صدیق اکبر کی آغوش میں سر رکھ کر لیٹ گئے اتنے میں سوراخ میں سے کسی چیز نے صدیق اکبر کے پاؤں میں ڈس لیا لیکن آپ نے حرکت اس لئے نہیں کی تاکہ آپ ﷺ کے آرام میں خلل نہ آئے اور آپ جاگ نہ جائیں لیکن آپ کی آنکھوں سے آنسو نکلے جو حضور ﷺ کے چہرہ اقدس پر جا گرے اور آپ ﷺ بیدار ہوئے اور پوچھا ابو بکر کیا ہوا عرض کیا آقا! مجھے کسی چیز نے ڈس لیا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنا لعابِ دہن سید ناصدیق اکبر کی ایڑی پر لگایا جس سے تکلیف بالکل جاتی رہی۔

کفارِ قریش کی پریشانی

☆ ادھر ہجرت کی رات کفارِ قریش نے آپ کے گھر کا محاصرہ کیا ہوا تھا صبح ہوئی تو انہیں پتہ چلا کہ حضور کے بستر پر تو حضرت علی سوئے ہیں جبکہ خود حضور تو روانہ ہو گئے ہیں کفار نے حضرت علی سے آپ ﷺ کے بارے میں پوچھا تو حضرت علی نے فرمایا مجھے معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہیں۔(مسند احمد)

☆ سیدنا صدیق اکبر کی صاحبزادی حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ کچھ لوگ ہمارے گھر کی طرف آئے جن میں ابوجہل بھی تھا ابوجہل نے مجھ سے پوچھا این ابوكِ تمہارا باپ کہاں ہے؟ میں نے کہا واللہ مجھے معلوم نہیں۔ابوجہل نے اس زور سے مجھے تھپڑ مارا کہ میری کان کی بالی تک ٹوٹ گئی مگر اس اللہ کی بندی نے زبان نہ کھولی۔

☆ اس پر کفار نے ادھر ادھر تلاش شروع کر دی اور یہ اعلان کیا کہ جو شخص حضرت محمد ﷺ کو گرفتار کر کے لائے گا اس کو 100 اونٹ انعام دیا جائے گا اسی طرح جو ابو بکر کو گرفتار کر کے لائے گا اس کو بھی 100 اونٹ انعام دیا جائے گا۔

دشمن غار کے دہانے پر

☆ اور دشمن تلاش کرتے کرتے غار کے دہانے پر آ پہنچے سیدنا صدیق اکبر فرماتے ہیں جب دشمن غار کے دہانے پر آ کھڑے ہوئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر وہ نیچے ہو کر دیکھیں تو ہمیں دیکھ پائیں گے آپ نے ارشاد فرمایا مَا ظَنُّكَ يَاأَبَابَكْرٍ بِاثْنَيْنِ اَللّٰهُ ثَالِثُهُمَا اے ابو بکر ان دو آدمیوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہو؟(یعنی ہم دونوں اکیلے نہیں بلکہ تیسرا اللہ ہمارے ساتھ ہے وہ ہماری حفاظت کرے گا)(صحیح بخاری: 3653 كتاب أصحاب النبي ﷺ:بَابُ مَنَاقِبِ المُهَاجِرِينَ وَفَضْلِهِمْ)

جب آپ نے دیکھا کہ صدیق اکبر پریشان ہو رہے ہیں تو آپ نے فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ابو بکر گھبراؤ نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

☆ اللہ تعالی سورت توبہ میں اسی واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○(توبہ:40/9)

"(اے مسلمانو!) اگر تم میرے نبی کی مدد نہیں کرو گے تو (اللہ خود ان کی مدد کرے گا جیسے) اس وقت اللہ نے ان کی مدد کی جب کفار نے ان کو (مکہ سے) نکالا وہ دو آدمیوں میں سے دوسرے تھے جب وہ دونوں غار میں تھے جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے

تھے غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے چنانچہ اللہ نے ان پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی اور ایسے لشکروں سے ان کی مدد کی جو تم نے نہیں دیکھے اور اللہ نے کافروں کی بات کو پست کر دکھایا اور اللہ کی بات ہی ہمیشہ اونچی ہوتی ہے، اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے"۔

صدیق اکبر کی ایک رات اور ایک دن

☆ دلائلِ بیہقی میں ہے کہ سیدنا فاروق اعظم سیدنا صدیق اکبر کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ ابو بکر کی ایک رات اور ایک دن عمر کی ساری زندگی کی عبادت سے کہیں بہتر ہے رات یہ ہجرت والی اور دن وہ جب حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد عرب کے کئی قبائل مرتد ہو گئے اس وقت میں ابو بکر کی خدمت میں حاضر ہوا اور خیر خواہانہ عرض کیا اے خلیفۂ رسول ابھی تھوڑا نرمی سے کام لیجئے ابو بکر نے غصہ ہو کر فرمایا اے عمر اَجَبَّارٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَ خَوَّارٌ فِي الْإِسْلَامِ اے عمر تو جاہلیت کے زمانہ میں تو بڑا بہادر اور دلیر تھا اب کیا اسلام میں آ کر بزدل بن گیا ہے؟ عمر مجھے بتاؤ میں کس بات کی نرمی کروں رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے ہیں اور وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے خدا کی قسم اگر یہ لوگ زکوۃ میں ایک رسی دینے سے بھی انکار کریں گے جو حضور کے زمانے میں دیا کرتے تھے تب بھی میں ان سے ضرور جہاد کروں گا۔ حضرت عمر فرمایا کرتے تھے صدیق اکبر نے اس وقت استقامت سے کام لیا اور ہم نے ابو بکر کے حکم سے جہاد کیا اور جو لوگ اسلام سے بھاگ رہے تھے اللہ نے ابو بکر کے ذریعے ان کو اسلام کی طرف واپس پھیر دیا۔ ابو بکر کا وہ ایک دن اور ہجرت والی ایک رات عمر کی ساری زندگی کی عبادت پر بھاری ہے۔ (در منثور)

مکڑی کا جالا

☆ اب حضور اکرم ﷺ اور صدیق اکبر غار میں ہیں اور دشمن غار کے دہانے پر پہنچا کھڑا ہے لیکن اللہ نے دشمن کو ناکام کیا اللہ کے حکم سے غار کے منہ پر مکڑی نے جالا بنا دیا کبوتری نے انڈے دے دیئے اب دشمن دیکھ رہے ہیں اگر وہ اس غار میں گئے ہوتے تو یہ مکڑی کا جالا نہ ہوتا کبوتری کے انڈے نہ ہوتے۔ مکڑی کا جالا جسے قرآن مجید نے اَوْهَنَ الْبُيُوْت یعنی سب سے کمزور گھر کہا ہے اللہ نے اس کے ذریعے دشمن کو ناکام کر کے دکھایا۔ (طبقات ابن سعد)

باقی واقعہ ان شاءاللہ آئندہ جمعہ کے بیان میں عرض کیا جائے گا۔

خطبہ رائٹر: اکرم بشیر مخدوم پوری

فاضل دار العلوم کبیر والا، خطیب جامع مسجد تقویٰ۔ یو بی ایل سوسائٹی۔ لاہور